علم وقف کی اہمیت وقوف قرآن کی نوعیت اور رموز سجاوندی
سے متعلق اہم واقفیت پر مشتمل

عمدۃ الایقاف علی رموز الاوقاف

﴿تالیف﴾

مفتی وقاری رشید احمد فریدی

استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت
گجرات، الہند

علم وقف کی اہمیت وقوف قرآن کی نوعیت اور رموز سجاوندی
سے متعلق اہم واقفیت پر مشتمل

عمدۃ الایقاف علی رموز الاوقاف

﴿ تالیف ﴾
مفتی رشید احمد فریدی
استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت
گجرات، الہند

﴿ تفصیلات ﴾

نام کتاب:............عمدۃ الایقاف علی رموز الاوقاف

مؤلف:............مفتی وقاری رشید احمد فریدی

کتابت وسیٹنگ:............خلیل احمد بن رشید احمد فریدی

سن طباعت:............۱۴۳۹ھ

ناشر:............ادارہ علم وحکمت

طبع ثانی:............۵۰۰

صفحات:............۳۲

قیمت:............۳۰

﴿ ملنے کا پتہ ﴾

(۱) ادارہ علم وحکمت فریدی منزل، اٹالوہ

(۲) مدرسہ مفتاح العلوم تراج، سورت

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿تمہید﴾

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد

قرآن پاک کی رموز اوقاف کی تطبیق صاحب رموز کی اصل کتاب سے کر کے فارغ ہوا تو داعیہ پیدا ہوا کہ اوقاف قرآن اور رموز اوقاف سے متعلق ایک مختصر مضمون سپرد قلم کیا جائے جس میں وقوف اور رموز اوقاف کے بارے میں ضروری وضاحت ہو اور اس سلسلہ میں بعض باتیں جو مشہور چلی آرہی ہیں اسکی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے۔

﴿وصل اور وقف﴾

وصل کے معنی ملانا یعنی سانس قطع کئے بغیر مسلسل پڑھنے کو وصل کہا جاتا ہے اور قراءت میں وصل کرنا اصل ہے۔ شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاریؒ م ۹۲۶ھ فرماتے ہی **لو کان فی وسع احد ان یقرأ القرأن کله فی نفس واحد ساغ له ذالک** (المقصد ص۱۱) بالفرض اگر کسی کو منجانب اللہ یہ استطاعت حاصل ہو جائے کہ ایک ہی سانس میں پورا قرآن کریم پڑھ جائے تو ایسا کرنا جائز اور درست ہوگا، لیکن چونکہ اللہ تعالی نے انسان کے اندر سانس لینے کا نظام جس انداز سے مقرر فرمایا ہے اسکے پیش نظر ایک سانس میں پورے قرآن کا پڑھ جانا دشوار بلکہ محال ہے پس اختیاراً و اضطراراً وقف کرنا، سانس لینا ضروری ہوا، امام سیوطی محقق جزری کا قول نقل کرتے ہیں: **لما لم یکن للقاری ان یقرأ السورة او القصة فی نَفَس واحد ولم یجز التنفس بین کلمتین حالة الوصل بل ذالک کالتنفس فی اثناء الکلمة وجب حینئذ اختیار وقفه**

للتنفس والاستراحة چونکہ قاری کے لئے بڑی سورہ یا قصہ کا ایک سانس میں پڑھنا ممکن نہیں ہے اور بحالت وصل دوکلموں کے درمیان سانس لینا ایک کلمہ کے بیچ میں سانس لینے کی طرح ہے جو کہ صحیح نہیں ہے اسلئے سانس لینے اور استراحت کے لئے مناسب جگہ وقف کرنا ضروری ہوا (اتقان/۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ''**الوقف منازل القرآن**''۔ اور قاری کی مثال مسافر کی سی ہے اور مقام وقف کی مثال منازل سفر کی ہے۔

﴿ وقف کی لغوی واصطلاحی تعریف ﴾

الوقف لغة الكف عن الفعل والقول یعنی قول اور فعل سے رکنے کو ''وقف'' کہتے ہیں۔ اور اصطلاحی اعتبار سے ''**قطع الصوت على الكلمة زمنا يتنفس فيه عادة ً بنية استيناف القراء ة**'' یعنی آواز کو کسی کلمہ پر اتنے وقت کے لئے بند کرنا جس میں عادۃً سانس لے سکے آئندہ قراءۃ کی نیت سے یعنی سانس بھی ختم ہوجائے اور اگر قرات ہی کا ارادہ نہ ہو تو اصطلاح میں قطع کہتے ہیں۔ (علل ص۹)

﴿ علم وقف کی اہمیت ﴾

ابوبکر محمد بن قاسم ابن الانباری فرماتے ہیں : **فبمعرفة هذا العلم يحصل للمسلم تمام المعرفةبالقرآن فيتمكن من ادراک معانيه واستنباط احكامه ومعرفة اعرابه وفهم معانيه**، اس علم کی معرفت سے ہی کو قرآن کی پوری معرفت حاصل ہوتی ہے پس علم وقف کے جاننے والے کو معانی قرآن کا ادراک، احکام کا استنباط، اعراب کی معرفت اور معانی کے فہم پر قدرت حاصل ہوتی ہے (علل ص۴/۱) **كان**

شیوخنا یوقفوننا عند کل حرف ویشیرون الینابالاصابع سنة اخذوھا کذلک عن شیوخھم، ہمارے اساتذہ قرآن کے ہر کلمہ پر ہمیں ٹھہراتے (وقف کراتے) تھے اور ہمیں اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرماتے کہ انہوں نے اسی طرح اپنے شیوخ سے حاصل کیا ہے .امام مجاہد تابعی فرماتے ہیں: لا یقوم بالتما م فی الوقف الا نحوی،عالم بالقراء ات ،عالم بالتفسیر والقصص،عالم باللغة التی نزل بھا القرآن قال غیرہ وکذا علم الفقه: وقف کی رعایت کما حقہ نہیں کرسکتا ہے مگر وہی جو (۱) علم نحو کا ماہر (۲) قراءات متواترہ مشہورہ کا عالم ہو (۳) علم تفسیر وقصص سے باخبر ہے (۴) علم لغتِ عرب جس میں قرآن نازل ہوا ہے اس سے پوری واقفیت ہو۔ نیز (۵) علم فقہ سے بھی خاص مناسبت رکھتا ہو۔ امام ابن الانباری فرماتے ہیں: من تمام معرفة القرآن معرفة الوقف والابتداء۔ معانی قرآن کی کامل معرفت کے لئے وقف وابتداء کی معرفت بھی ضروری ہے ابوجعفر نحاس قرآن سیکھنے کے سلسلہ میں حضرت ابن عمرؓ کی ایک حدیث جسکا ایک لفظ یہ ہے نتعلم حلا لھا و حرامھا وما ینبغی ان یوقف عندہ منھا نقل کر کے لکھتے ہیں ،فھذا الحدیث یدل علی انھم کانوا یتعلمون الاوقاف کمایتعلمون القرآن (اتقان ۱/۱۰۹) یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرام اوقاف کے سیکھنے میں اس طرح اہتمام کرتے تھے جیسا کہ وہ قرآن کے الفاظ سیکھتے ہیں۔ اور حضرت علیؓ کا مشہور جملہ سارے اہل علم جانتے ہیں الترتیل'' تجوید الحروف و معرفة الوقوف ''ترتیل جسکا حکم دیا گیا ہے اس کے لئے حروف کو عمدہ طریقے سے ادا کرنا اور صحیح جگہ ٹھہرنے کی معرفت ہونا ضروری ہے۔

حضرت قاری محبّ الدینؒ الہ آبادی فرماتے ہیں ''محل اوقاف کی رعایت سے قرآن کریم پڑھنا تفہیم معنی اور تحسین قراءت کا باعث ہے مگر اقسام وقف کے موافق وہی لوگ وقف کر سکتے ہیں جو تفسیر اور صرف ونحو سے واقف ہوں (جامع الوقف مع معرفۃ الوقوف)

﴿وقف اور ابتداء میں ائمہ کا ذوق﴾

امام سیوطی لکھتے ہیں : **لائمة القرأة مذاهب فى الوقف والابتداء فنافع كا ن يراعى تجانسهما بحسب المعنى ،وابن كثير و حمزه حيث ينقطع النَفَس، وعاصم والكسائى حيث تم الكلام ، وابو عمرويتعمد رؤوس الآى ويقول هواحبّ الى** (اتقان ج۱/ص۱۱۴) یعنی وقف اور ابتداء میں ائمہؒ قرأت کا ذوق ومزاج مختلف رہا ہے چنانچہ امام نافع مدنی معنی کے لحاظ سے مجانست ومماثلت کی رعایت فرماتے تھے، امام ابن کثیر مکی اور امام حمزہ کوفی کے نزدیک جہاں سانس ختم ہوجائے وہاں وقف کرنا بہتر ہے، امام عاصم اور کسائی کے نزدیک جہاں معنی کے لحاظ سے کلام پورا ہو وقف کرنا بہتر ہے، اور امام ابوعمرو بصری وقف کے لئے رؤس آیات کا خاص اہتمام فرماتے تھے اور یہ ان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

﴿ائمۂ فن اور انکی تصانیف﴾

امام جزریؒ کے بقول: **اول من الّف فى الوقوف وكتابه مشهور ''كتاب الوقوف '' لشيبه بن ناصح المدنى التابعى** وقوف کے سلسلہ میں سب سے پہلے شیبہ بن ناصح مدنی تابعی متوفی ۱۳۰ھ نے ''کتاب الوقوف'' تالیف فرمائی ہے

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں: **افردہ بالتصنیف خلائق منھم ابو جعفر النحاس ،وابن الانباری، والزجاجی ،والدانی ، والعمانی والسجاوندی** (اتقان ج ا/ ۱۰۹) یعنی بہت سے اہل علم نے اس فن پر مستقل تصنیفات کی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں ۔کتاب الوقف والابتداء ، یحییٰ ثعلب ۲۹۱ھ ،ابوجعفر نحاس ۳۳۸ھ،ابوسعید سیرافی ۳۶۸ھ،ابن مقسم محمد بن الحسن ۳۵۳ھ،وغیرہم کی ۔الاھتداء فی الوقف الابتداء ابوعبداللہ محمد بن محمد المقری ۳۳۴ھ، برہان الدین ابراہیم بن عمر الجعبری ۳۲۷ھ،ابومحمد عبدالسلام بن عمر الزواوی ۶۸۱ھ،موفق الدین بن عیسی الاسکندری وغیرہم کی ۔ایضاح الوقف والابتداء ابوبکر محمد بن القاسم ابن الانباری ۳۲۸ھ کی ۔المکتفی فی الوقف والابتداء زجاج نحوی ۳۱۰ھ اور امام دانی ۴۴۴ھ کی ۔المرشد فی الوقف والابتداء ابومحمد الحسن بن علی بن سعید الکوفی العمانی ۵۸۲ھ کی ۔ الھادی فی الوقف والابتداء ابو العلاء الحسن بن احمد الھمدانی ۵۶۹ھ کی ۔علم الاھتدا فی معرفۃ الوقف والابتداء ابوعبداللہ محمد بن محمد بن علی المعروف بابن الھمام ۸۴۷ھ کی ۔ الاھتداء فی معرفۃ الوقف والابتداء للامام الجزری ۸۳۳ھ کی ۔ نظام الاداء فی الوقف والابتداء ۔عبدالعزیز بن علی المعروف بابن الطحان الاندلسی متوفی ۵۶۰ھ کی ۔اورالموجز فی الوقف والابتداء ابوعبداللہ محمد بن طیفور السجاوندی ۵۶۰ھ کی ۔اور منار الہدیٰ فی الوقف والابتداء احمد بن محمد بن عبدالکریم الاشمونی المتوفی بعد الالف کی ۔اورالمقصد لتلخیص مافی المرشد شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاریؒ ۹۲۶ھ کی ۔ اور اسکے علاوہ ''علوم القرآن'' کے مباحث پر لکھی گئی کتابوں جیسے برہان للزرکشی ،اتقان للسیوطی،مناہل العرفان وغیرہ میں وقف کی بحث کو اہل فن نے شامل کیا ہے ۔

﴿وقوف کے اقسام اور رموز﴾

علم وقف کے ائمہ نے مختلف اعتبارات کوملحوظ رکھکر وقف کی متعدد اقسام ذکر کی ہیں چنانچہ ابن الانباری نے تین قسمیں بیان کیں: تام، حسن، قبیح۔علامہ ابوعمرو دانی نے چار قسمیں بیان کیں، تام، کافی، حسن، قبیح۔علامہ سخاوی نے بھی اسی کے قریب چار اقسام بیان کئے ہیں لیکن علامہ جزری نے دانی کی تقسیم کو پسند کیا ہے اور صاحب ''غیث النفع'' علامہ نوری صفاقسی نے بھی دانی کی تقسیم کو پسند کیا مگر پھر ہر ایک کی اعلیٰ وادنیٰ دو دو قسمیں کی ہیں جس کی آٹھ قسمیں ہوگئیں اور علامہ اشمونی نے صالح اور اصلح دو قسموں کا اضافہ کیا ہے اور شیخ الاسلام زکریا انصاری نے ۸/ اقسام بتائے ہیں (مقدمہ علل)۔البتہ چھٹی صدی کے ایک مشہور امام فن ابوعبداللہ محمد بن طیفور سجاوندی ۵۶۰ھ نے پانچ مراتب وقوف بیان کئے: لازم، مطلق، جائز، مجوز، مرخص، اور ہر ایک کے لئے یک حرفی رمز اور عدم وقف کیلئے حرف نفی [لا] بھی مقرر فرمایا ہے ۔

﴿مصاحف میں رموز اوقاف کی حیثیت﴾

مصاحف میں اوقاف کی حیثیت قرآن کریم کے اعراب ونقطے کی طرح نہیں ہے کہ اعراب ونقطے کا تعلق نظم قرآن کی ذات سے ہے کیونکہ اداء وتلفظ کے اعتبار سے اس کا وجود نزول کے وقت سے ہے اگرچہ اسکا ظہور تابعین کے زمانہ میں ہوا پس اسمیں ادنیٰ تغیر بھی قطعاً جائز نہیں بخلاف رموز اوقاف کے کہ رموز کا تعلق معانیٔ قرآن سے ہے اور اختلاف معانی کے نتیجہ میں اوقاف کی نوعیّتوں کا فرق بھی بکثرت پایا جاتا ہے جیسے تفسیر

میں ائمہ تفسیر کے ذوق ومزاج کے اعتبار سے فرق پایا جاتا ہے مثلاً ایک امام فن کے نزدیک وقف تام ہے تو دوسرے کے نزدیک وقف کافی ہے اور کسی کے نزدیک وقف صالح ہے۔ یا ایک کے نزدیک وقف ہے تو دوسرے کے نزدیک وقف نہیں ہے پھر تمامیت و کفایت اور حسن میں بھی فرق مراتب ہے۔ حضرت قاری محبّ الدین صاحب الہٰ آبادیؒ لکھتے ہیں ''آیات و علامات وقف پر وقف کرنے سے کلام پاک کے پڑھنے میں ایک حسن پیدا ہوجاتا ہے اور معنی کی وضاحت ہوتی ہے اسی وجہ سے اوقاف قرآن کو تفسیر قرآن کہا گیا ہے''

﴿رموز اوقاف کی خصوصیت﴾

علامہ اشمونیؒ فرماتے ہیں: **ولا یقوم بھذا الفن الا من لہ باع فی العربیة، عالم بالقراء ات ،عالم بالتفسیر ،عالم باللغة التی نزل القرآن بھا** (منارالہدیٰ ص۱۰) اس فن کا حق ادا نہیں کرسکتا مگر وہی جسے عربیت میں یدطولیٰ حاصل ہو اور قراءات مختلفہ (متواترہ وغیر متواترہ) سے واقف ہو تفسیر کا ماہر ہو، اور جس لغت میں قرآن نازل ہوا ہے اس لغت کا عالم ہو۔ محشی لکھتے ہیں: **فینبغی علینا ان نتوقف عند علامة الوقف والابتداء المختلفة التی وضعھا علماء القراء ات وان لانتجاوزھا ولا نقیس ذلک بمجرد العقول والاستحسان فالامر اصعب مما قد یتخیل** (حاشیہ منارالہدیٰ ص۱۰) ہمیں چاہئے کہ ہم اکتفاء کریں وقف وابتداء کی ان ہی مختلف علامتوں پر جو علمائے قرأت نے وضع کی ہیں نہ اس سے تجاوز کریں اور نہ محض عقل واستحسان کے ذریعہ قیاس کریں یہ امر اس سے زیادہ مشکل ہے جتنا آسان خیال کیا جاتا

ہے یعنی کلمہ کے ظاہری معنی اور مراد سمجھ کر محض اپنی عقل اور صواب دید سے وقف کے مراتب نہ متعین کر سکتے ہیں اور نہ قیاس کر سکتے ہیں چنانچہ رموز کے وضع اور مصحف میں اندراج کے بعد سے آج تک عام اہل علم ہی نہیں بلکہ اہل فن نے بھی اسی پر انحصار کیا ہے اور ان رموز اوقاف کو مصاحف میں ضبط کرنے کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔

﴿رموز سجاوندی کی قبولیت﴾

اہل علم جانتے ہیں کہ بے موقع وقف کرنے سے معنوی قباحتیں پیش آتی ہیں اور بعض مرتبہ نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور معانی کا لحاظ کرنا غیر ماہرین کے لئے دشوار بھی ہے اسلئے معانی کی صحت و صیانت کو مدنظر رکھ کر عامۃ المسلمین کی اِس پریشانی کا حل یہ نکالا گیا کہ علامہ سجاوندی کے قائم کردہ رموز کو محل اوقاف میں خط مصحف سے الگ طرز میں باریک قلم سے لکھا جائے تاکہ نظم قرآن کے ساتھ کسی طرح التباس نہ ہو اور ''**جردوا القرآن**'' کی ہدایت کے خلاف نہ ہو چنانچہ عالم اسلام میں رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بھی چل پڑا یہ رموز اگرچہ چھٹی صدی ہجری کی سوغات ہے پھر بھی جمہور علمائے امت نے معانی قرآن کی حفاظت میں اِن رموز اوقاف کو مفید سمجھ کر کلمات قرآنیہ کے پہلو میں بسائے اور سجائے رکھا ہے۔اور اہل عرب نے جو اہل زبان ہیں اپنے عربی مصاحف میں وصل کی ترجیح کی وجہ سے رموز اوقاف کم کر دئے ہیں۔

﴿اوقاف قرآن پر ایک نظر﴾

﴿آیت پر وقف کرنا افضل ہے﴾

وقف کرنے کے سلسلہ میں افضل بلکہ مستحب طریقہ یہ ہے کہ آیت پر وقف کیا جائے کیونکہ آیت کی تقسیم منجانب اللہ ہے اور عموماً آیت پر جملہ تام بھی ہو جاتا ہے اور وقف تام جو وقوف میں اقوی ہے عموماً اکثر آیات پر ہوتا ہے ''**فالتام اکثر مایوجد عند رؤوس الآی غالباً**'' (اتقان ۱۱۰)۔ اسلئے آیت کا مقطع ''سانس قطع کرنے کی جگہ'' ہونا مسلم ہے، شعب الایمان میں امام بیہقی اور دیگر محدثین فرماتے ہیں: **الافضل الوقف علی رؤس الآیات و ان تعلقت بما بعدها اتباعاً لهدی رسول الله ﷺ و سنته كما رواه ابو داؤد و غيره عن ام سلمةؓ** آیات پر وقف کرنا افضل ہے حضور ﷺ کے طریق قرأت کی اتباع میں جیسا کہ حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے۔ عبداللہ ابن ابی ہذیلؒ فرماتے ہیں: **كانوا يكرهون ان يقرء وا بعض الآيات ويدعوا بعضها** صحابہ کرام ناپسند کرتے تھے کہ آیت کا کچھ حصہ پڑھے اور کچھ چھوڑ دے یعنی درمیان آیت وقف کرنا پسند نہیں کرتے تھے (اتقان ص ۱/۱۱۵) امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں: **سبب اختلاف السبب فی عد الآی ان النبی ﷺ کان يقف علی رؤس الآی للتوقيف** ، آیتوں کی تعداد میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیات کے سرے (ختم) پر وقف کرتے تھے بارگاہ الٰہی سے مطلع ہو کر (اتقان ۱/۸۹) چنانچہ اکثر قراء اور مجودین کے نزدیک آیت پر وقف کرنا پسندیدہ ہے کیونکہ یہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ’’**الوقف علی رؤوس الآی سنة متبعة**‘‘ (منارالہدی) البتہ ہر آیت پر وقف کرنا ضروری بھی نہیں ہے ’’**ولا یلزم الوقف علی کل رأس الآیة**‘‘ (منارالہدی) اسلئے جہاں چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں وہاں وصل پر بھی عمل کیا جائے اور دو تین آیات کے بعد وقف کیا جائے، حضرت مولانا قاری محبّ الدین الہ آبادیؒ صاحب لکھتے ہیں ’’ائمہ فن نے وقوف کے جو اقسام بیان کئے ہیں ان میں سے وقف تام، کافی، حسن تو کہیں آیت پر اور کہیں غیر آیت کے موقع پر ہوں گے اور وقف قبیح ہمیشہ غیر آیت میں ہونگے کیونکہ آیت پر وقف کرنا کسی بھی صورت میں قبیح نہیں ہے‘‘ (معرفۃ الوقوف)

آیات اور رموز اوقاف کے علاوہ ہند و پاک کے مصاحف میں چار قسم کے وقوف مزید لکھے ہوتے ہیں، وقف النبی، وقف جبرئیل، وقف منزل، وقف غفران، مگر انکے لئے کوئی رمز نہیں ہے بس محل وقف میں ایک نشان لگا کر حاشیہ میں وقف النبی وغیرہ لکھا گیا ہے۔

﴿وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

چونکہ آیات پر وقف کرنا حضور ﷺ کا طریق رہا ہے اسلئے آیات پر وقف کے مستحسن و مستحب ہونے کے بعد مزید وقوف النبی ﷺ کی رعایت کرنا اولیٰ ہے، قرآن مجید میں یہ متعدد جگہیں ہیں اور عموماً غیر آیات میں ہیں جہاں حضور ﷺ سے قصداً وقف کرنا اہل فن نے ذکر کیا ہے، علامہ اشمونی نے ’’منار الہدی فی الوقف والابتداء‘‘ کے مقدمہ میں ان مقامات کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: **فکان ﷺ یتعمد الوقف علی تلک الوقوف وغالبها لیس رأس آیة وما ذلک الا لعلم لدنی** (منار ۲۴) اور یہ

۹/ بلکہ دس مقامات ہیں   اس سلسلہ میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن عیسی المغربی کا ایک مستقل رسالہ ''وقوف النبی ﷺ فی القرآن'' کے نام سے ''کشف الظنون'' میں مذکور ہے اس رسالہ میں علامہ مغربی لکھتے ہیں: **وهی سبعة عشر وقفاً لایجاوزها** ،یعنی وقوف النبی ﷺ کل سترہ ہیں اس سے زائد نہیں اور متعدد اہل فن کے اقوال سے اسکی تائید ہوتی ہے پھر ان مقامات کی تفصیل بیان کی ہے مگر ہمارے مصاحف میں تعداد کے اختلاف کے ساتھ محل وقف کا بھی کچھ فرق پایا جاتا ہے جو قابل اصلاح ہے ۔

﴿وقف جبرئیل علیہ السلام﴾

وقف النبی ﷺ ہی کے قبیل سے وقف جبرئیل بھی ہے کیونکہ نزول قرآن کے وقت جب جبرئیلؑ نے وقف کیا تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے'' **فاذا قرأنٰه فاتبع قرانه**'' کے پیش نظر وقف کیا ہوگا علامہ اشمونی لکھتے ہیں: **ینبغی للقاری ان یتعلم وقف جبرئیل فانه کان یقف فی سورة آل عمران عند قوله'' صدق الله'' ثم یبتدی فاتبعوا ملة ابراهیم حنیفاً والنبی ﷺ یتبعه** (منار الہدیٰ ۲۳) وقف جبرئیل کی نشانی سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۴ کے خاتمہ ''الظلمون'' پر ہے، حالانکہ علامہ اشمونی نے'' قل صدق اللہ'' پر وقف کی صراحت فرمائی ہے اور یہی صحیح ہے مصحف مخطوطہ ۱۰۸۶ھ میں بھی اس ''صدق اللہ'' پر علامت ہے اسی طرح مصحف نقل نظامی مطبوعہ ۱۳۱۸ھ میں بھی اسی کلمہ پر نشان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ'' مفتری علی اللہ الکذب'' ہی ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ تو اپنی ہر خبر میں صادق ہی ہیں مگر اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے صدق کے

اظہار کا بھی حکم فرمایا ''قل صدق اللہ'' کہ '' آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالی نے سچ کہا'' پس یہاں پر وقف کرنے سے صدق الٰہی کا اظہار مطلوب ہے۔اسلئے جبرئیل علیہ السلام نے ''قل صدق اللہ'' پر وقف کیا۔

﴿فائدہ﴾ شاید یہیں سے اخذ کیا گیا ہے کہ جب بھی کسی مجلس میں قراءت قرآن سے فراغت ہوتی ہے تو بطورِ ادب کلام الٰہی کی صداقت کا اظہار اسم الٰہی کی عظمت کے ساتھ ''صدق اللہ العظیم'' سے کرنے کا معمول ہے۔

﴿وقف منزل﴾

یہ کلمہ مُنزَّ ل یا (مُنزَل) ہے قرآن پاک میں متعدد جگہوں میں آیت یا وسط آیت میں نشان لگا کر حاشیہ میں وقف منزل لکھا ہوتا ہے آیت کا مواقف (محل وقف) ہونا تو حدیث سے ثابت ہو چکا اور اسکا مُنزَّ ل من اللہ ہونا بھی متعین ہے اس اعتبار سے تمام آیات اوقاف منزلہ ہیں مگر آیت کو وقف منزل سے تعبیر نہیں کرتے پس اگر وسط آیت میں نزول کے وقت یا جبرئیل علیہ السلام نے وقف کیا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہوگا یا پھر عرضۂ اخیرہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وقف فرمایا ہوگا تو پھر اسکو 'وقف النبی' کہنا چاہئے آیات اور وقوف النبی سے الگ وقف منزل کے ثبوت کیلئے راقم اپنی بے بضاعتی کی وجہ اصل مأخذ تک نہیں پہنچ سکا ہے بہر کیف وقف النبی یا وقف جبرئیل سے 'وقف منزل'' کو الگ کرنے کی آخر کیا وجہ ہے اہل فن سے درخواست ہے کہ مطلع فرمائیں گے۔

﴿وقف غفران﴾

مصاحف کے حاشیہ میں دس مقام پر وقف غفران بھی لکھا ہوتا ہے یہ غفران مغفرت (بخشش) کے معنی میں نہیں ہے بلکہ مغتفر (درگذر) کے معنی میں ہے یعنی اس جگہ وقف کرنے میں کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے۔ حاصل یہ کہ وصل کرنا چاہئے تھا مگر وقف کرلیا تو گنجائش ہے قابل درگذر ہے (فتاوی محمودیہ)۔ محقق جزری کی عبارت **یغتفر فی طول الفواصل و القصص والجمل المعترضة** ......الخ (النشر ١/٢٣٦) سے بھی یہی معنی مترشح ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مفہوم وقف مجوز یا مرخص وغیرہ میں آجاتا ہے اور اسکے لئے رمز بھی مقرر ہے چنانچہ غفران کا نشان رموز اوقاف کے ساتھ اور کبھی وقف النبی یا وقف منزل کے ساتھ ہوتا ہے اسلئے الگ سے وقف غفران لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اسی طرح آیت پر وقف کرنا نہ کرنا دونوں کی گنجائش ہے بلکہ وقف کرنا مستحب ہے تو یہاں بھی وقف غفران لکھنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی اس سلسلہ میں جو روایت وقف کی بعض اردو کتابوں میں موجود ہے "**من ضمن ان یقف علی عشرة مواضع فی القرآن ضمنت له بالجنة**" صحیح نہیں ہے اسکا موضوع ہونا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وقف کی عربی کتابیں المکتفی، المقصد، منار الہدی وغیرہ میں نہیں ہے نیز موضوعات پر لکھی گئی کتابوں میں امام سیوطی اور ملا علی قاری جیسے محدث نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ پس اگر مصحف سے اُسے نکال دیا جائے تو بہتر ہے جیسا کہ وقف کفران کا ذکر کتابوں میں ہے مگر مصاحف میں نہیں ہے۔

﴿رموز اوقاف پر ایک نظر﴾

علامہ سجاوندیؒ چھٹی صدی ہجری کے نحوی، لغوی، مقری اور مفسر گذرے ہیں علم وقف پر انکی متعدد کتابیں ہیں (۱) وقوف کبیر (۲) وقوف صغیر (۳) وقوف القرآن۔ ان کتابوں کے قلمی نسخے عالم اسلام ہی نہیں برصغیر کے مختلف قدیم مکتبوں (لائبریریوں) میں بھی موجود ہیں چند سال قبل وقوف الکبیر کو شیخ محمد بن عبداللہ العیدی نے اسکے متعدد مخطوطات نیز وقوف صغیر یا موجز الوقوف کے نسخوں سے ملا کر اور حواشی کو دیگر ائمۂ فن کے اقوال سے مزین کر کے ''علل الوقوف'' کے نام سے ۳/ جلدوں میں شائع کیا ہے، راقم الحروف نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا پھر وقوف سجاوندی کا ایک مخطوطہ ۱۰۸۹ھ کا لکھا ہوا مدرسہ کنز المرغوب پٹن گجرات میں دستیاب ہوا یہ نسخہ ۱۹۱/ صفحات پر اور ہر صفحہ ۱۳/ سطروں پر مشتمل ہے اسکے اور کتاب ''علل الوقوف'' کے مکمل ملاحظہ کرنے کے بعد اہل علم کی خدمت میں عرض ہے کہ

برصغیر کے مصاحف میں پائے جانے والے رموز اوقاف یعنی م، ط، ج، ز، ص، لا، ق، ک، قف، سکتہ، وقفہ، صلے، قلے، معانقہ اور یہ سب رموز اہل اداء کے نزدیک مسلم ہیں ان میں سے دو تین کے سواء سب علامہ سجاوندی کے بیان کردہ ہیں اگرچہ اہل علم کے نزدیک مشہور ہے کہ صرف پانچ رموز علامہ سجاوندی کے قائم کردہ ہیں بقیہ دوسرے کا اضافہ ہے سو معلوم ہونا چاہئے کہ سجاوندی کے بعد بخارا کے بعض اصحاب فن نے جن رموز کا اضافہ کیا ہے انکے بھی حقائق وقوف سجاوندی میں موجود ہیں۔ چنانچہ رموز خمسہ اور عدم وقف

کی علامت [لا] کےعلاوہ دیگر رموز کے بارے میں کچھ توضیح اور تنقیح پیش کی جاتی ہے۔

(۱) [ک] یہ حرف بطور رمز وقف کی کسی نوع کے لئے علامہ سجاوندی نے وضع نہیں کیا ہےاور علل الوقوف میں بھی نہیں ہے البتہ رموز سجاوندی کے مخطوطہ نسخے میں یہ رمز کافی جگہوں میں موجود ہے یہ حرف ''کذلک'' کا مخفف ہے گویا اس سے پہلے جس نوع کا وقف تھا یہاں بھی اسی طرح کا وقف مراد ہے اور یہ عموماً اس وقت لاتے ہیں جب قریب قریب میں ایک طرح کا وقف پایا جائے۔مگر برصغیر کے مصاحف میں اب یہ رمز نظر نہیں آتا شاید کہ ماضی میں کسی صاحب فن نے [ک] کی جگہ میں وہی رمز لکھوایا ہو جو اسکے ماقبل کا رمز ہے۔

(۲) [ق] یہ حرف بھی وقف کی کسی نوع لئے بطور رمز علامہ سجاوندی نے ذکر نہیں کیا ہے بلکہ [ق] کے ذریعہ کسی دوسرے صاحب فن کا قول نقل کرتے ہیں۔کہیں کہیں انکا نام بھی لے لیتے ہیں پس ''ق'' سے قیل کی طرف اشارہ ہے یہ ''قیل ان یوقف'' بھی ہوسکتا ہے اور ''قیل ان یوصل'' بھی ہوسکتا ہے۔مثلاً سورہ کہف **رقود [ق] قد قیل والوصل اولیٰ. الشمال [ق]قدقیل والوصل احسن** اسکے برعکس **منهم احدا[ق]قد قیل یوصل للعطف والوقف احسن .الیما [ق]قد قیل انه یوصل والوقف اجوز** (علل ۶۵۸) اس سے معلوم ہوا کہ ''ق'' صرف قیل یا قد قیل کا مخفف ہے البتہ زیادہ تر وہ قول وقف کے متعلق ہوتا ہے جیسا کہ علل میں جابجا اسکا ذکر ہے اسلئے مشہور ہوگیا ہے کہ [ق] قیل علیہ الوقف کا مخفف ہے ایسی جگہوں میں سجاوندی کے نزدیک وصل کرنا بہتر ہے۔اس لئے مصحف میں [ق] کے ساتھ [صلے] بھی لکھا گیا ہے۔ بلکہ کہیں کہیں خود علامہ

سجاوندی نے [ق] لکھ کر قد یوصل، یا قد یوقف لکھا ہے گویا ''قاف'' سے دوسرے نہیں خود سجاوندی ہی وصل یا وقف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(۳) [قَف] رموز اوقاف کی مختصر تشریح جو برصغیر کے مصاحف کے اخیر میں ملحق ہوتی ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ قِف بکسر القاف صیغۂ امر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ قَف بفتح القاف ''قد یوقف'' یا ''قد قیل علیہ الوقف'' کا مخفف ہے یعنی وقف کیا جا سکتا ہے مگر وصل کرنا بہتر ہے۔ یہ رمز مصاحف ہندو پاک میں کتاب ''علل الوقوف'' اور مخطوطہ وقوف سجاوندی میں دئے گئے مقدار سے کہیں زائد ہے۔ ضرورت ہے کہ اسکی تنقیح کی جائے۔

(۴) [وقفۃ] یہ بھی علامہ سجاوندی کی کتاب علل الوقوف میں موجود ہے اور جو مفہوم سکتہ کا ہے وہی وقفۃ کا ہے البتہ وقفہ میں انقطاع صوت نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے سورہ طٰہٰ آیت /۲۱، و لا تخف [وقفہ]۔ سورہ قصص آیت /۲۵، لا تخف [وقفہ]۔ اور سورہ بقرہ کی آخری آیت میں اور دیگر مقامات میں یہ علامت موجود ہے۔ علل کے محشی محقق مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ بعض مرتبہ علامہ سجاوندی وقف کا رتبہ مقرر کرنے کے بجائے صرف وقف یا وقفۃ لکھ دیتے ہیں جیسے **فاذا امنتم** بقرہ آیت ۱۹۶ وقفة **لحق الحذف** لکھا ہے اسی طرح **فکذبوا رسلی** سبا آیت ۴۵ وقفة **لاستیناف التوبیخ** لکھا ہے ایسی صورت میں یہ وقفۃ (سکتہ) کے اصطلاحی معنی میں نہیں ہوگا بلکہ وقف کے مراتب خمسہ میں سے کوئی ایک مراد ہوگا۔

﴿سکتہ﴾ امام حفص کے نزدیک چار جگہ سکتہ منقول ہے، جہاں بحالت وصل سکتہ کرنا

اصطلاحاً واجب ہے۔ **اما السکتات التوقیفیه عند حفص فهی علی الف ِعوجا فی الکهف ،والف ِمرقدنا فی یسین، ونون ِمن راق فی القیامه ولام بل ران فی المطففین**(علل ۲۸۵)

(۵)[صلے] یہ رمز علامہ سجاوندی کا مقرر کردہ نہیں ہے البتہ جس مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی وصل کرنا بہتر ہے وہ مفہوم کتاب الوقوف میں موجود ہے اور علامت وقف ذکر کرنے کے بعد مختلف الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں ،الوصل اولی ،الوصل اجوز ،الوصل احسن ،الوصل اقیس ،الوصل اوجہ ،الوصل الزم ،الیٰ الوصل امیَل وغیرہ وقف کی اردو کتابوں میں رموز اوقاف کی فہرست میں [صلے] کو الوصل اولی کا مخفف بتایا گیا ہے۔

(۶)[قلے] یہ ''الوقف اولی'' کا مخفف بتایا جاتا ہے یہ رمز بھی سجاوندی کا قائم کردہ نہیں ہے البتہ اسکی بھی حقیقت علل الوقوف میں موجود ہے اور اس حقیقت کا بھی اظہار مختلف الفاظ سے کرتے ہیں ،الوقف احسن ،الوقف اجوز ،الوجہ الوقف وغیرہ ان حقیقتوں کا ذکر علامہ سجاوندی اکثر ''ق'' کے رمز کے بعد کرتے ہیں یعنی اس محل وقف میں دوسرے صاحب فن کے قول کی طرف [ق] سے اشارہ کیا جو وصل کے متعلق تھا اسکے بعد علامہ وقف کی اولویت کو بتاتے ہیں۔ [قلے] کا رمز سعودی مصحف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور اکثر ان محل اوقاف میں ہے جہاں برصغیر کے مصاحف میں [ط] کا رمز ہے۔

(۷)[معانقہ] بعض آیات میں معنی کے اعتبار سے قریب قریب دو محل وقف ایسے ہیں کہ ایک جگہ وصل کیا جائے تو دوسری جگہ وقف کرنا چاہئے۔ دونوں جگہ وقف نہ کرنا چاہئے کہ بیچ کا کلمہ بے جوڑ رہ جاتا ہے اور دونوں جگہ وصل کرنے سے معنی میں خلط لازم آتا ہے۔

قرآن پاک میں ایسے مواقع کے لئے تین نقطے کی علامت مقرر ہے یہ علامت بھی علامہ سجاوندی کا وضع کردہ نہیں ہے مگر اسکا مفہوم بھی کتاب الوقوف میں موجود ہے جیسے مــــن اجـل ذٰلک [ج] کـذلک ای هما جائزان علی سبیل البدل لا علی سبیل الاجتـمـا ع لان تـعـلـق "مـن اجل" یصلح بقوله "فاصبح" ویصلح بقوله" کتبـنا' وعلی"اجل ذٰلک "اجوز لان ندمه من اجل انه لم یوار اظهر (علل ۴۵۱) اس وقف کی حقیقت پر سب سے پہلے امام ابوالفضل رازی نے تنبیہ فرمائی ہے البتہ اسکا نام مراقبہ تجویز فرمایا تھا "اول من نبه علی المراقبة فی الوقف ابو الفضل الرازی "(علل ص۲۱)۔امام سیوطی فرماتے ہیں: قـد یـجـیـزون الوقف علی حرف و علی آخـر و یـکـون بیـن الـوقـفیـن مراقبه علی التضاد فاذاوقف علی احدهما امتـنـع الـوقف علی الآخر کمن اجاز الوقف علی "لا ریب" فانه لا یجیزه عـلـی "فیـه" والـذی یـجیزه علی"فیه" لایجیزه علی "لا ریب " (اتقان ۱/۱۱۴) دیکھئے قرآن پاک میں یہاں پر معانقہ لکھا ہوا ہے قرآن پاک میں جہاں بھی وقف کی یہ صورت ہے دونوں محل میں وقف اور وصل یکساں درجہ میں ہے البتہ بعض جگہ وقف اور وصل میں اولویت کا فرق بھی ہوتا ہے۔(النشر ۱/۲۳۷)

(۸) برصغیر کے مصاحف میں بکثرت ایسے بھی مواقع ہیں جہاں دو دو رمز ایک ساتھ لکھے گئے ہیں جسکی چند وجہیں ہیں (۱) خود علامہ سجاوندی نے ایک معنی کے لحاظ سے ایک رمز اور دوسرے معنی کے لحاظ سے دوسرا رمز ذکر کیا مثلاً وقف مرخص ہے تو علامت [ص] اور دوسرے اعتبار سے وقف نہ کرنا چاہئے تو [لا] ذکر کر دیا ہے یا مثلاً وقف جائز ہے مگر وصل

کرنا احسن ہے تو [ج] کے ساتھ [صلے] لکھا گیا (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض صاحب فن نے وقف کیا تو اس کے لئے [ق] لکھا مگر خود علامہ سجاوندی کے نزدیک وصل کرنا بہتر ہے تو [صلے] لکھا گیا (۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ وقوف سجاوندی کے نسخوں کا فرق پایا گیا ایک میں مثلاً [ج] ہے دوسرے نسخے میں اسی مقام پر مثلاً [ز] ہے تو علامہ سجاوندی کے بعد کسی صاحب فن نے دونوں رمز کو مصحف میں یکجا کر دیا ہے (۴) چوتھی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک قراءت کے اعتبار سے مثلاً عدم وقف یعنی [لا] ہونا چاہئے تو دوسری قراءت کے اعتبار سے وقف مثلا [ط] ہے۔ وغیرہ

﴿ تنبیہ ﴾ بعض بعض مقام پر تین تین رمز بھی لکھئے گئے ہیں جن میں سے ایک رمز کو اگر غور کیا جائے تو بآسانی کم کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی آیت پر ایسی دو علامت وقف جمع ہیں کہ دونوں میں سے ایک قوی اور دوسری ضعیف ہے تو ایک کو ختم کیا جا سکتا ہے کیونکہ رأس الآیۃ خود محل وقف ہے۔

﴿ وقف لازم اور قبیح کی وضاحت ﴾

وقوف کے جتنے اقسام ائمۂ وقف نے بیان کئے ہیں ان میں علامہ سجاوندی کے سوا کسی کے نزدیک بھی وقف لازم کی اصطلاح نہیں ہے لازم کا درجہ علامہ سجاوندی نے قائم کر کے (م) کا رمز مقرر کیا ہے اور وقف قبیح کی اصطلاح دیگر ائمۂ فن کے نزدیک ہے سجاوندی کے یہاں نہیں ہے۔ چونکہ وقف لازم اور وقف قبیح کے نام سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے اسلئے دونوں کے تعلق سے کچھ وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

(۱) قرآن پاک میں متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں وقف نہ کرنے سے بعض اعتبار سے معنی میں ایسا خلل واقع ہوتا ہے کہ اس سے نماز میں فساد آ سکتا ہے نیز بعض جگہ وقف نہ کرنے سے مقصود ومطلوب شریعت کے خلاف کا وہم ہوتا ہے بشرطیکہ پڑھنے والا معانی کو سمجھتا ہو اور اگر وہ اسکا اعتقاد رکھے تو نماز بھی فاسد ہو جائے اور کفر کا بھی اندیشہ ہے اسلئے ایسے مقامات پر وقف کرنا ضروری ہے اسی کو علامہ سجاوندی وقف لازم سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۲) اور بکثرت مقامات ایسے ہیں جہاں وقف کرنے سے عربیت کے لحاظ سے لفظ میں خلل واقع ہوتا ہے اگر چہ معنی میں اس سے خلل نہیں ہوتا کہ جس سے نماز فاسد ہو جائے ایسے محل پر نہ ٹھہرنا چاہیئے اسلئے علامہ سجاوندی نے (لا) کا رمز مقرر کیا ہے جو فقط عدم وقف کی علامت ہے اور معنی میں معتد بہ خلل نہ ہونے کی وجہ سے اس ٹھہرنے کو ''وقف قبیح''، نہیں کہیں گے اگر چہ لفظی خلل کی وجہ سے لغۃً قبیح کہہ سکتے ہیں جیسے آیت کے گول دائرہ پر لآ کا رمز ہو۔ اور کبھی معنی میں فاحش خلل ہو جاتا ہے ایسی صورت میں وقف کرنا حقیقت میں قبیح کہلائے گا، اس اعتبار سے (لا) کو وقف قبیح کا رمز سمجھنا بھی غلط نہیں ہے۔

بہر حال وقف لازم سے نہ واجب شرعی مراد ہے کہ وہاں وقف نہ کرنے سے گنہگار ہو جائے اور نہ ''قبیح'' سے مکروہ شرعی مراد ہے کہ وقف کرنے سے کراہت تحریمی لازم آئے۔ یہ سب کچھ ائمۂ فن کی محض اصطلاح ہے اور اسکی رعایت کرنا فنی لحاظ سے ضروری ہے۔(النشر ۱/۲۳۱)

لیس فی القرآن من وقف وجب

و لا حرام غیر ما له سبب

ای لیس فی القرآن وقف واجب من انه اذالم یقف القاری علیه یاثم ولاحرام یاثم واقِفُه ،لان الوصل والوقف لایدلان علی معنی یخاف من ذهابه بل لو امکنه قرأة القرآن فی نفس واحد لجاز له ذلک ولو وقف علی کل آیةٍ مالم یحصل بوقفه خلل لجاز له ذلک ایضاً (الجواہرالمضیہ شرح مقدمۃ الجزریہ(۲۶۳)

﴿سعودی مصحف میں رموز اوقاف کی مقدار﴾

اہل عرب نے اپنے عربی طرز کے مصاحف میں رموز اوقاف میں سے پانچ رمز[م ،ج، صلے ، قلے،لا ،] اورمعانقہ کی علامت تین نقطے کوبھی اختیار کیا ہے مگر قلیل مقدار میں اوراسمیں بھی صلے اور قلے نسبتاً زیادہ ہے نیز وقف لازم اور معانقہ اسی طرح وقف النبیﷺ وغیرہ کی صراحت حاشیہ میں نہیں ہے۔اسکے برخلاف علمائے برصغیر کے نزدیک معانی کے لحاظ سے اوقاف کی رعایت زیادہ ہے اسلئے ہندوپاک کے مصاحف میں رموزاوقاف کےعلاوہ بعض دیگراوقاف بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

﴿رموزخمسہ کےعلاوہ اوقاف کا ذکر﴾

رموز کی مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ [ک،قف، صلے ، قلے،وقفہ ،معانقہ،بطوررمزعلامہ سجاوندی کے بعدکسی صاحب فن نے لگایا ہے مگر وہ شخصیت کون ہے؟ اورکس صدی کے ہیں بندہ کی رسائی نہیں ہوئی ہے۔البتہ نسخۂ سجاوندی قلمی ۸۹۰ھ کے اخیر میں فارسی میں ایک تحریر ہےجس کا ترجمہ یہ ہے: علامہ سجاوندی کے بعداسوۃ القراء مفخر

الفضلاء تاج الملۃ والدین مصدر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان اوقاف کے علل کو حذف کر دیا اور اسکے بدلے مصحف شریف میں عشر وخمس آیات اور رکوع کی نشانی کا اضافہ کیا۔ وقوف جائز میں اگر وقف کا پہلو راجح تھا تو ''قف'' کا رمز رکھا اور اگر وصل کا پہلو غالب تھا تو یہ رمز ''صلے'' رکھا یعنی الوصل اولیٰ۔ اور جس محل میں دو وقف کی دلیل یکساں تھی تو دوسری جگہ میں ''ک'' رکھا یعنی کذلک اور جس کسی جگہ وقف ہے مگر (سجاوندی کے علاوہ) علمائے فن وصل کرتے ہیں تو ایسی جگہ پر ''ق لا'' رکھا یعنی قد قیل لاتقف کہ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ وقف نہ کرو۔ اس عبارت سے اتنا اندازہ ہوتا ہے کہ سجاوندی کے بعد کسی صاحب فن نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ کاش کہ انکی کنیت اور نام بھی لکھا ہوتا تو معلوم ہوسکتا تھا کہ کس سن میں یہ خدمت انجام پائی ہے اور معین شخصیت عظمیٰ کا کچھ تعارف بھی ہو جاتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

﴿رموز اوقاف میں اختلاف قابل اعتراض نہیں﴾

اعراب وحرکات کا تعلق چونکہ حروف ونقوشِ قرآن کی ذات سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اسلئے حرکات وسکنات کی غلطی قابل تحمل نہ ہونے کی وجہ سے باقی نہیں رہ سکتی ہے۔ اور رموز اوقاف کا تعلق تفسیر و معانی اور نحوی تراکیب سے ہے اور اسمیں ائمۂ فن کے درمیان معانی کے لحاظ سے اقسام وقف میں اختلاف بھی ہے نیز رموز اوقاف چھٹی صدی کے بعد مصاحف میں درج کئے گئے اور ناسخین وناقلین سے ان رموز کی مطابقت میں فرق بھی یقیناً واقع ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مطابع کے متعدد مصاحف میں بلکہ ایک ہی طرز کے مصاحف میں بھی مستقل کتابت

وطباعت کی وجہ سے رموز میں قلیل اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اختلاف کے باوجود چونکہ مکتوبہ یا مطبوعہ رمز کی موافقت وقوف سجاوندی کے کسی مخطوطہ نسخہ سے یا قدیم کسی مطبوعہ مصحف سے ہوجاتی ہے اسلئے یہ فرق موجب طعن نہیں ہے پس کسی مصحف میں کسی محل وقف میں رمز کے نہ ہونے یا مختلف ہونے یا کم ہونے کو قابل اعتراض نہیں سمجھنا چاہئے۔فقط

حررہ: رشید احمد فریدی

مدرسہ مفتاح العلوم، تراج

۸/ جمادی الثانیہ/ ۱۴۳۷ھ

﴿وقوف النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مواضع﴾

وقوف النبی، مصحف حافظی، منار الہدی، کنوز الطاف البرہان اور انشراح الصدور رسائل کے مابین وقوف النبی ﷺ کے مواضع کا اختلاف پیش نظر ہے۔

کلمات قرآنیہ	سورہ/آیت	وقوف النبی	حافظی	منار	کنوز	انشراح
(۱) فاستبقوا الخیرات	بقرہ/۱۴۸	ف	ح	م	ک	ش
(۲) یعلمہ اللہ	بقرہ/۱۹۷	ف	ح	......	ک	......
(۳) ابتغاء تاویلہ	آل عمران/۷	......	ح	......	ک	......
(۴) وما یعلم تاویلہ الا اللہ	آل عمران/۷	ف	......	......	ک	......
(۵) شہیداً	نساء/۴۱	......	ح	......	ک	......
(۶) فاصبح من النادمین	مائدہ/۳۱	ف	......	......	......	......
(۷) من اجل ذلک	مائدہ/۳۲	......	ح	......	ک	......
(۸) فاستبقوا الخیرات	مائدہ/۴۸	ف	......	م	ک	ش
(۹) مالیس لی بحق	مائدہ/۱۱۶	ف	ح	م	ک	ش
(۱۰) فقد علمتہ	مائدہ/۱۱۶	......	......	......	ک	......
(۱۱) أن انذر الناس	یونس/۲	ف	......	......	......	......
(۱۲) عند ربہم	یونس/۲	......	ح	......	ک	......
(۱۳) احق ھو	یونس/۵۳	......	ح	......	ک	......
(۱۴) ولا یحزنک قولہم	یونس/۶۵	......	......	......	......	ش
(۱۵) انہ لحق	یونس/۵۳	ف	ح	......	ک	......
(۱۶) ادعوا الی اللہ	یوسف/۱۰۸	ف	ح	م	ک	ش

(۱۷)یضرب اللہ الامثال،	رعد/۱۷	ف	......	م	ک	ش
(۱۸)لربہم الحسنی	رعد/۱۸	......	ح	......	ک	......
(۱۹)والانعام خلقہا	نحل/۵	ف	......	م	......	ش
(۲۰)انما یعلمہ بشر	نحل/۵	......	......	......	ک	ش
(۲۱)لاتشرک باللہ	لقمان/۱۳	ف	ح	......	ک	ش
(۲۲)فاسقا	سجدہ/۱۸	......	......	م	......	ش
(۲۳)اصحاب النار	مومن/۶	ف	ح	......	ک	ش
(۲۴)لاول الحشر	حشر/۲	......	ح	......	ک	......
(۲۵)فَحشر	نازعات/۲۰،	ف	......	م	......	ش
(۲۶)الف شہر	قدر/۳	ف	ح	م	......	ش
(۲۷)من کل امر	قدر/	ف	......	......	......	ش
(۲۸)واستغفرہ	نصر/۳	ف	ح	......	......	ش

(☆)قل صدق اللہ آل عمران/۹۵ یہاں وقف جبرئیل کا نشان ہونا چاہئے نہ کہ کلمہ
[الظٰلمون] آیت/۹۴ پر

حافظی مصحف مطبوعہ کراچی اور حافظی مصحف مطبوعہ مجمع ملک فہد کے درمیان رموز کا فرق

نمبر شمار	کلمہ	سورہ آیت	تاج المصاحف کراچی	مصحف تاج مجمع ملک فہد
(۱)	الموتی	بقرہ/۷۳	تاج کراچی میں [لا] ہے	تاج مجمع میں نہیں ہے
(۲)	التہلکۃ	بقرہ/۱۹۵	[ج، صلے، ••] ہے	[صلے] نہیں ہے
(۳)	الدین	بقرہ/۲۵۶	[قف، لا] ہے	صرف [ج] ہے
(۴)	علیم	بقرہ/۲۶۸	[لا، صلے] ہے	[ج، لا، صلے] ہے
(۵)	خزی	مائدہ/۴۱	[ج، صلے] ہے	[لا] ہے
(۶)	قل اللہ	انعام/۱۹	[قف، لا] ہے	[قف] ہے
(۷)	کرھین	اعراف/۸۸	[قف] ہے	[ج] ہے
(۸)	جثمین	اعراف/۹۱	[ج، •• صلے] ہے	[ج •• صلے لاً] ہے
(۹)	اللہ	توبہ/۳۰	[ج، ز] ہے	[ج] ہے
(۱۰)	حسبی اللہ	توبہ/۱۲۹	[ق، ز، صلے] ہے	[ز، صلے] ہے
(۱۱)	غیر صالح	ھود/۴۶	[ز، ق، صلے] ہے	[ق] ہے
(۱۲)	عادٌ	ھود/۵۹	[قف] ہے	کچھ نہیں ہے
(۱۳)	لکم	یوسف/۹۲	[ج، لا] ہے	[ج] ہے
(۱۴)	کہیعص	مریم/۱	[قف] ہے	کچھ نہیں ہے

(۱۵)	حجاباً	مریم/۱۷	[قف،ص] ہے	[قف] ہے
(۱۶)	طٰہٰ	طٰہٰ/۱	[ج] ہے	کچھ نہیں ہے
(۱۷)	شٰھدین	انبیاء/۷۸	[ق،لا] ہے	[لا] ہے
(۱۸)	الصبرین	انبیاء/۸۵	[ج، صلے] ہے	[لا، ج، صلے] ہے
(۱۹)	بالساعۃ	فرقان/۱۱	[قف] ہے	کچھ نہیں ہے
(۲۰)	للرحمٰن	فرقان/۵۹	نہیں ہے	[ج] ہے
(۲۱)	یقتلون	شعراء/۱۴	[ج] ہے	[ج، صلے] ہے
(۲۲)	العٰلمین	شعراء/۲۳	[ط] ہے	کچھ نہیں ہے
(۲۳)	ربی	نمل/۴۰	[قف، صلے] ہے	[قف] ہے
(۲۴)	منہا	نمل/۶۶	[قف،ز] ہے	[قف] ہے
(۲۵)	یقتتلٰن	قصص/۱۵	[ق،ز] ہے	[ز] ہے
(۲۶)	علیہ	قصص/۱۵	[ق،ز] ہے	[ز] ہے
(۲۷)	لاتخف	قصص/۲۵	[قف، وقفہ] ہے	[قف] ہے
(۲۸)	نصرین	عنکبوت/۲۵	[ق،لا] ہے	[ق، صلے] ہے
(۲۹)	دعوۃً	روم/۲۵	[ق، صلے،ز] ہے	[ق، صلے] ہے
(۳۰)	الارض	روم/۲۵	[ق، صلے] ہے	کچھ نہیں ہے
(۳۱)	بہٖ علم	لقمان/۱۵	[لا] ہے	کچھ نہیں ہے
(۳۲)	اِلا اللہ	صٰفٰت/۳۵	[لا] ہے	کچھ نہیں ہے

(۳۳)	فی الآخرین صٰفات/۱۱۹	[لا] ہے	[لا، صلے] ہے
(۳۴)	تکذبٰن رحمٰن/۵۷	[ج] ہے	کچھ نہیں ہے
(۳۵)	لم تحتسبوا حشر/۲	[ق] ہے	کچھ نہیں ہے
(۳۶)	مرضاتی ممتحنہ/۱	[ق، صلے] ہے	کچھ نہیں ہے
(۳۷)	اٰمنوا طلاق/۱۰	[قف، ط،••] ہے	[ج،••] ہے
(۳۸)	ربکم نوح/۱۰	[ط] ہے	[قف] ہے
(۳۹)	اللوّامہ قیٰمہ/۲	[ط]	کچھ نہیں ہے

﴿مراجع ومصادر﴾

(۱) المکتفی فی الوقف الابتداء — للدانی

(۲) المقصد — لشیخ الاسلام زکریا انصاری

(۳) اتقان — للسیوطی

(۴) علل الوقوف — للسجاوندی

(۵) کشف الظنون — للچلپی

(۶) منار الہدی فی الوقف والابتداء — للاشمونی

(۷) النشر — للجزری

(۸) وقوف سجاوندی (مخطوطہ) — للسجاوندی

(۹) فتاوی محمودیہ — لفقیہ الامت

(۱۰) جامع الوقف ومعرفۃ الوقوف — لقاری محبّ الدین الہ آبادی